قرض لینے دینے کے احکام

مصنف

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ (بہاولپور)

باہتمام: الحاج سعید احمد سعید قادری

بہارِ مدینہ پبلشرز

عرض ناشر

رئیس التحریر، مناظر اہلسنّت وسرمایۂ اہلسنّت، شیخ الحدیث، حضرت علامہ مولانا حافظ مفتی **محمد فیض احمد اویسی رضوی** مدظلہ العالی تحریر وتدریس کے میدان کے شہسوار ہیں۔ آپ نے کم وبیش تین ہزار کتب ورسائل تحریر فرمائے ہیں۔ آپ کی اکثر کتب ورسائل غیر مطبوعہ ہیں۔

الحمدللہ! 'بہارِ مدینہ پبلشرز' نے اشاعتِ دین کا جذبہ لیکر مفتی صاحب مدظلہ العالی اور دیگر علمائے اہلسنّت کی کتب کی اشاعت کا بیڑہ اٹھانے کی سعادت حاصل کی ہے۔

تمام قارئین کرام سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ بہارِ مدینہ پبلشرز کی کامیابی وکامرانی کیلئے دعا گو رہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اس ادارے کو علمِ دین کے فروغ کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ طٰہٰ ویٰسین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

خادمِ علمائے اہلسنّت

الحاج سعید احمد سعید قادری

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ

دورِ حاضر میں نوے فیصد ہر فرد عاریت (مانگ کر اشیاء سے کام چلانا) میں مبتلا ہے۔ مسائل کی عدم واقفیت کی وجہ سے جانبین سے اکثر ہاتھا پائی بلکہ مقدمات تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک تعلیم یافتہ نے فقیر سے مسئلہ کا حل چاہا کہ ایک بڑے افسر نے اپنے دوست سے کار مانگی۔ اچانک حادثے سے اس افسر کے بچے و عزیز موقعہ پر ہلاک ہوگئے ہیں اور کچھ زخمی ہیں اور کار کا بھی ستیاناس ہوگیا۔ اب کار والے صاحب' افسر صاحب سے کار کا مطالبہ کرتے ہیں، انہیں افسر صاحب کے صدمے کا احساس نہیں اور یہ ممکن ہے کہ وہ اس پر مقدمہ چلائے لیکن اسے آپکے فتوے پر اعتماد ہے۔ فقیر نے جواب دیا کہ یہ عاریت ہے اور عاریت امانت کے حکم میں ہے عاریت کی شے قدرتی طور پر ضائع ہوجائے تو اس کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ الحمدللہ ان کا جھگڑا ختم ہوگیا۔

اس سے فقیر نے چاہا کہ عاریت کے مسائل و احکام مفصل لکھوں تا کہ اسلامی بھائیوں کا بھلا ہو۔ الحمدللہ یہ رسالہ چند نشستوں میں تیار ہوا۔ اس کا نام رکھا **الرعایۃ فی العاریۃ**۔

مولیٰ عزوجل بطفیل حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے فقیر اور ناشر کیلئے توشۂ آخرت بنائے اور ناظرین کیلئے مشعل راہِ ہدایت بنائے۔ (آمین)

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۲۵ جمادی الاوّل ۱۴۲۱ھ / ۲۶ اگست ۲۰۰۰ء۔ بروز ہفتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! ہمارے دور میں عاریت کا سلسلہ عام ہے خواص سے عوام تک ایک دوسرے سے عاریت ہرشعبہ اور معاشرے میں جاری وساری ہے۔ گھریلو اُمور سے لے کر دوسرے اکثر معاملات میں عاریت کا سلسلہ چلتا ہے مثلاً کتاب، قلم، سائیکل، موٹر کار، بستره، لباس، زیورات وغیرہ وغیرہ۔ اسی لئے ضرورت ہے کہ اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ قلمبند کر کے عوام وخواص کو مسائل عاریت سے آگاہ کیا جائے۔

مقدمہ

سخت ترین ضرورت کے تحت کسی شخص سے کوئی چیز عاریت کے طور پر لینا جائز ہے یعنی کام چلانے کیلئے ایک دوسرے سے چیزوں کا مانگنا گناہ میں داخل نہیں سمجھا جاتا لیکن وقتی مصرف کے بعد اس کو نقصان پہنچائے بغیر لوٹا دینا لازم ہے اگر نقصان پہنچ جائے تو اس کی اصلاح ودُرستگی کے بعد لوٹانا چاہئے اور اصلاح ممکن نہ ہو تو اس کے بعد نئی چیز خرید کر یا گھر میں رکھی ہوئی دوسری چیز جو اس کے مقابل یا مشابہ ہو صاحب مال کی اطلاع اور اس کی رضامندی کے بعد لوٹا دینا واجب ہے۔ عاریت لی مگر اسے لوٹایا نہیں اور اپنے کو اس کا مالک بنالیا' اسی کا نام غصب ہے جو ناجائز وحرام اور باعث عذاب ہے۔

ہمارے معاشرے اور ماحول میں عاریت کا عام رواج ہے۔ شادی کی تقریبات ہوں یا غم کی مجلسیں ہوں ان میں کھانے کے ظروف کا مانگا، بچھانے کیلئے فرشوں کا مانگنا، روشنی کیلئے لائٹ (پیٹرومیکس) کا مانگنا عام ہے۔ مکانوں کی تعمیر کے وقت اس کے لوازمات کا مانگنا عام ہے۔ پھر ایک پڑوسی یا رشتہ دار اپنی ضرورت کی تکمیل کیلئے چھوٹی سے بڑی چیز تک دوسرے پڑوسی یا رشتہ دار سے بے جھجک مانگتا رہتا ہے اور کام پورا ہو جانے پر اکثر لوگ بے مانگے واپس کر دیتے ہیں۔ کچھ لوگ مانگنے اور یاد دلانے پر واپس کر دیتے ہیں اور بہت کم لوگ ایسے بھی ہیں جو تاخیر پر تاخیر کرنے کے بعد واپس کرنے کا نام بھی نہیں لیتے بلکہ وہ اپنا مال سمجھ کر اسے ہضم کر جاتے ہیں اسی کا نام غصب ہے۔

اسی طرح مکان کی زمین ہو یا کھیتوں کی زمین اس کا دوسرے شخص کی زمین سے متصل ہونا بالکل واضح حقیقت ہے۔ اپنی حد سے تجاوز کر کے دوسرے کی کچھ زمین کو اپنی زمین ملا کر قبضہ کر لینے والے لوگ بھی اچھی خاصی تعداد میں مل جائیں گے اس کا نام بھی غصب ہے۔ایسا کرنے والے سخت وعید اور تشدید کے مجرم ہیں۔حدیثیں ان کیلئے عذاب جہنم پر دلالت کرتی ہیں۔

اسی لئے بعض لوگ عاریت پر کتاب نہ دیتے وقت یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ جیسے منکوحہ عاریت پر نہیں دی جاسکتی یونہی کتاب بھی اور اس کے برعکس دوسروں نے مقولہ گھڑا ہے کہ کسی پڑھنے کیلئے عاریت کے طور پر کتاب دینے والا ایک آنکھ کا اندھا ہے اور پڑھ کر اسے واپس کرنے والا دونوں کا اندھا ہے۔ بعض لوگ اس مقولے پر واقعی پوری طرح عمل پیرا ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عاریت کو غصب کا لباس پہنا کر جہاں عاریت دینے والے کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتے ہیں وہیں اس ترقی یافتہ چوری کے مرتکب ہوکر عذاب جہنم کے مستحق ہوتے ہیں۔جس طرح کتابوں کو عاریت کے طور پر دینا عام ہے اسی طرح حیلہ بہانہ کر کے ان کا غصب کر لینا بھی عام ہے۔اس لئے صاحب دانش اور اہل خرد حضرات کو اپنی کتابوں کی مکمل حفاظت کرنی چاہئے۔عاریت کوئی اچھی چیز نہیں کیونکہ یہ لفظ تشدید کے ساتھ ہو تو عار کی طرف منسوب ہوتا ہے جس کا معنی عیب ہے۔مانگنے میں عار اور عیب کی وجہ سے عاریت نام رکھ دیا گیا۔لیکن معاشرہ میں باہم زندگی گزارنے کیلئے اس عاریت سے کسی نہ کسی طرح واسطہ پڑتا ہی رہتا ہے۔ جب اس سے واسطہ پڑے تو اس کے حقوق اور لوٹانے کی شرطوں پر سختی سے عامل ہونا چاہئے۔

احادیثِ مبارکہ

۱..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مدینے والے ایک رات دشمنوں کے حملہ سے خوفزدہ ہوگئے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا گھوڑا عاریت کے طور پر لیا۔ اس گھوڑے کو 'مندوب' کہا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے (اور مدینہ کے اطراف سے تحقیق حال کے بعد لوگوں کو بے خوف رہنے کا مژدہ دیکر) جب لوٹے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں نے تو اس میں کوئی خرابی نہیں دیکھی میں نے اس کو دریا کی طرح (تیز رفتار) پایا۔ (بخاری و مسلم)

فائدہ..... یہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہی تھا کہ سست رفتار، زخمی اور لاغر گھوڑا آپ کے سوار ہونے کی وجہ سے برق رفتار اور توانا ہوگیا۔ اس حدیث سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عاریت لینے کا ثبوت ملا اور پھر اس کی واپسی کی بات ذہن نشین ہوگئی۔

۲..... حضرت اُمیہ بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے غزوۂ حنین کے دن ان کی زرہ عاریت کے طور پر لی تو کہا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کیا یہ غصب ہے (کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ اسے لے کر واپس کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے ہوں)۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں بلکہ یہ عاریت ہے جسے لوٹا دیا جائے گا۔ (ابوداؤد)

۳..... ابوحرہ رقاشی سے مروی ہے کہ وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، آگاہ ہوجاؤ' ظلم نہ کرو۔ آگاہ ہوجاؤ' کسی آدمی کا مال حلال نہیں ہے مگر وہ جو اپنے نفس کی خوشی سے کسی کو دے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

جبر و اکراہ سے یا غصب و سرقہ سے کسی کا مال لے لینا جائز نہیں، وہ مال حرام ہے۔

٤..... حضرت سائب بن یزید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی لاٹھی کو کھیل یا مذاق کے طور پر نہ لے لے جس نے اپنے بھائی کی لاٹھی کو لے لیا تو چاہئے کہ اس کو اس کی طرف لوٹا دے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

فائدہ..... اس قسم کے واقعات دیکھنے میں آتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے بے تکلف دوست کی کوئی چیز کھیل یا مذاق کے طور پر لے لیتا ہے' کبھی اس کا علم بھی صاحبِ مال کو نہیں ہوتا۔ اگر علم ہوا تو لینے والے نے کہہ دیا کہ میں نے مذاق کے طور پر لے لیا تھا اور اگر علم نہیں ہوا تو اپنے مصرف میں لاتا رہا پھر اسے غصب کر لیا' یہ بھی چوری اور جرم ہے اس لئے مذاقاً بھی نہیں کرنا چاہئے اور اگر ایسا کر لیا تو پھر اس کے علم اور مطالبہ کے بغیر ہی لوٹا دینا بہتر اور شرافت ہے۔ ورنہ از روئے شرع وہ مجرم قرار دیا جائے گا اور سزا کا مستحق ہوگا۔

۵...... حضرت سمرہ راوی ہیں' وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص اپنے حقیقی مال کو کسی کے نزدیک پائے تو وہ اسے اس سے لے لینے کا زیادہ حقدار ہے اور مشتری (خریدنے والا) اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کرے جس نے اس کے ہاتھ اُس چیز کو بیچا۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی)

فائدہ...... یہ حدیث اس قضیہ کا فیصلہ کرتی ہے کہ جب کسی شخص کا کوئی بھی مال چوری ہوگیا اور وہ مال مسروقہ کسی شخص کے پاس گیا اور بعینہٖ پایا گیا اس کی مکمل شناخت ہوگئی اور وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اسے خرید کیا ہے تب بھی صاحب مال اس چیز کو لے لے گا وہ اس کا مالک ہے اس پر قبضہ کریگا۔ اس میں کسی چون وچرا کی گنجائش نہیں ہوگی اور خریدار اپنی رقم کا مطالبہ بیچنے والے سے کریگا۔ یہی کیا کم ہے کہ وہ چوری اور غصب کی سزا سے بچ گیا۔ اس لئے کسی چیز کی خریداری کے وقت جب وہ مخصوص دکان سے نہ ہو تو کم سے کم دو آدمیوں کو گواہ بنالینا چاہئے بلکہ ہوسکے تو تحریری طور پر دستخط کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ طے کیا جائے تاکہ مستقبل کے فتنہ وابتلا سے محفوظ رہا جاسکے۔

۶...... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں جس دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم نے انتقال کیا' اس دن سورج میں گہن لگ گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو دو رکعت نماز تین تین رکوع اور دو دو سجدوں کیساتھ پڑھائی پھر اس وقت فارغ ہوئے جب سورج روشن ہوکر اپنی پہلی حالت پر آگیا تھا تب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر وہ چیز جس سے تم خوف کرتے ہو میں نے اس کو اپنی اس نماز میں دیکھا۔ میرے پاس دوزخ لائی گئی وہ اس وقت ہوا جب تم لوگوں نے مجھ کو دیکھا ہوگا کہ میں خوف سے پیچھے ہٹ گیا کہ کہیں اس کی گرمی اور لپٹ مجھ کو پہنچ جائے۔
یہاں تک کہ میں نے ایک بلی والی کو بھی اس آگ میں دیکھا جس نے بلی کو باندھ رکھا تھا نہ وہ اسے کھلاتی تھی اور نہ اس کو کھانے کیلئے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالے۔ آخر وہ بلی بھوک سے مرگئی۔ (یاد رہے یہ عورت کافرہ تھی)
پھر میرے پاس جنت لائی گئی وہ اس وقت ہوا جب تم لوگوں نے مجھ کو دیکھا کہ میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میں اپنے مقام پر کھڑا ہوگیا اور بے شک میں نے اپنے ہاتھ کو پھیلایا، میں چاہتا تھا کہ اس کے پھلوں سے کھاؤں تاکہ تم لوگ اس کی طرف دیکھو پھر میرے لئے مناسب ظاہر ہوا کہ میں ایسا نہ کروں۔ (مسلم)

فائدہ...... حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم لوگوں نے مجھ کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا' آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دوزخ اور جنت کو دیکھنا کھلی آنکھوں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر واضح کر دیا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جنت و دوزخ کے درمیان سے تمام پردوں کو زائل کر دیا تھا جس طرح معراج کے موقع پر مسجدِ اقصیٰ سے تمام حجابات ہٹا دیئے گئے تھے۔

ٹیڑھے ڈنڈے والا جس کا ذکر حدیث میں ہے اس سے مراد عمرو بن لحی ہے وہ زمانہ جاہلیت میں چوری کیا کرتا تھا۔ غلام بنانے کا رواج سب سے پہلے اسی نے ڈالا اور سب سے پہلے بتوں کی پوجا کا طریقہ بھی اسی نے رائج کیا تھا۔

انتباہ...... کسی نے درخت کے مالک سے پوچھے بغیر پھل توڑ کر کھا لیا' یا زمین سے کھانے والی چیز کو توڑ کر کھا لیا۔ بچوں میں تو خیر یہ بات ان کی نادانی اور حرص کی وجہ سے ہوتی ہے مگر عقل و شعور والے افراد بھی اس فعل کے مرتکب ہو جاتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ بھی چوری اور غصب کی ایک قسم ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس ضمن میں فرمانِ مقدس پیشِ نظر رکھیں۔

☆ حضرت رافع بن عمرو الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا' انصار کے درختوں پر پتھر پھینک کر پھلوں کو گراتا اور کھاتا تھا۔ مجھ کو اس جرم کی بناء پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا اے لڑکے تو کھجوروں پر پتھر کیوں پھینکتا ہے؟ میں نے کہا میں اسے کھاتا ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس پر پتھر مت پھینکو جو اس سے خود بخود نیچے گر جائے کھا لیا کرو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اس وقت کیلئے تھا جب وہ بھوک کی وجہ سے اضطراری کیفیت میں ہو جان جانے کا خطرہ ہو) پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سر پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور فرمایا، اے اللہ! اس کے پیٹ کو آسودہ کر دے۔ (ترمذی)

۷...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص کسی کے باغ میں داخل ہو تو اس سے (اضطرار کے عالم میں) کھا لے اور اسے اپنے کپڑوں میں نہ رکھے (یعنی جمع کر کے باغ سے باہر نہ لے جائے)۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

مسئلہ...... جب واقعی جان جانے کا خطرہ ہو' بھوک سے سخت پریشان ہو تو اس صورت میں گری پڑی چیزوں کے کھا لینے کی اجازت دی گئی ہے مگر اسے باغ سے باہر لیجانا جائز نہیں۔ پھر بھی احتیاط اور تقویٰ یہی ہے کہ باغ کے مالک سے اجازت لے کر ہی یہ کام کرے تاکہ غصب کرنے والوں میں اس کا شمار نہ ہو۔

۸......حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے کسی کی زمین سے ایک بالشت بھی ظلم کے طور پر لے لیا بیشک قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق پہنا دیا جائیگا۔ (بخاری و مسلم)

۹......حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے کسی کی زمین سے کچھ ناحق لے لیا وہ اس کے ساتھ قیامت کے دن زمین کے سات طبق تک دھنسا دیا جائیگا۔ (بخاری)

۱۰......حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کوئی شخص کسی آدمی کے جانور کو اس کی اجازت کے بغیر نہ دوھے (اس کا دودھ نہ نکالے) کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے گھر میں کوئی داخل ہو اور اس کے خزانے کو توڑے اور اس کا کھانا منتقل کر لے۔ ان کیلئے ان کے مویشیوں کے تھن ان کے کھانوں کو خزانہ بناتے ہیں جمع کرتے ہیں۔ (مسلم)

فائدہ...... مذکورہ حدیثوں کی تشریح کی حاجت اس لئے نہیں کہ ان کا مطلب بالکل واضح ہے۔ معاملہ صرف غور و فکر کا ہے اور ایسے کاموں سے دُور رہنے کا ہے جو سخت سے سخت عذاب کا سبب بنیں اور فرمانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی نظر آئے خاص کر زمین کو کسی بھی انداز میں غصب کرنے کا عذاب تو اور بھی سخت ہے۔

دو اُمہات المؤمنین کی عجیب کہانی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات میں سے بعض کے نزدیک تھے (وہ یا تو حضرت اُم سلمہ یا حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن تھیں) اُمہات المؤمنین میں سے ایک نے (حضرت زینب بنت جحش نے) ایک پیالہ جس میں کھانا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بھیجا۔ جس زوجہ کے گھر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ان زوجہ نے خادمہ کے ہاتھ پر مار دیا تو پیالہ گر گیا اور ٹوٹ گیا۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ٹوٹے ہوئے پیالے کے ٹکڑوں کو جمع کیا پھر اس پیالے میں جو کھانا تھا اسے جمع کیا اور فرمانے لگے، غارت امکم تمہاری ماں نے غیرت کیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خادمہ کو روکا اور گھر میں جو دُرست پیالہ تھا ان زوجہ کی طرف بھیج دیا جن کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا اور ٹوٹے ہوئے کو ان کے گھر میں رکھوا دیا جنہوں نے ہاتھ پر مار کر پیالہ توڑ دیا تھا۔ (بخاری)

فائدہ...... غارت امکم یہ جملہ ان تمام لوگوں کیلئے عام ہے مومنین میں سے جنہوں نے اس قصہ کو سنا۔ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُم المؤمنین کی طرف سے عذر پیش کرنا تھا تاکہ وہ لوگ اس فعل کو مذمت کا فعل نہ سمجھیں جس پر لوگوں کو مذمت کی جاتی ہے بلکہ یہ سوکنوں کی عادت جاریہ ہے کہ وہ ایک دوسری پر غیرت کرتی ہیں اس لئے غیرت بشر کے نفس میں داخل کردی گئی ہے وہ اس سے مرکب ہے اس لئے وہ اپنے نفس سے اس کے دفع کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ غارت امکم کا خطاب ان لوگوں کیلئے ہے جو مومنوں میں سے اس وقت حاضر نہیں تھے تاکہ اس واقعہ کی نوعیت کو سمجھ کر عورت کو معذور سمجھیں اور مستقبل کیلئے سبق حاصل کریں۔ ہاتھ مارنے والی سے تاوان کیا کیونکہ اسی کے سبب سے پیالہ ٹوٹا تھا۔ یہ اس کی زیادتی تھی۔

مسئلہ...... غیر کے مال کو چھو کر یا پکڑ کر توڑ دینا بھی غصب کی قسموں میں سے ایک ہے اسلئے اس کا تاوان لیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کر دیا۔ اگر اس قسم کا واقعہ آج بھی کسی گھر میں واقع ہو تو تاوان دینا ہوگا کہ غیر ارادی طور پر نادانستہ کسی چیز سے ٹھوکر لگ کر، یا پھسل کر کوئی چیز ٹوٹ جائے تو اس ٹوٹی ہوئی چیز کے مالک کو اختیار ہے کہ وہ اسے معاف کردے اور اس سے کوئی تاوان نہ لے لیکن پہلے ہی سے اگر یہ معاہدہ ہو کہ کسی طرح بھی شے ٹوٹے گی تو اس کا معاوضہ ادا کیا جائے گا تو اس معاہدہ پر عمل کرنا ہوگا۔

انتباہ...... ہر شخص کی پہلی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ عاریت لینے سے احتراز و اجتناب کرے لیکن اگر اس کے بغیر چارہ ہی نہ ہو تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کرنا لازمی اور ضروری سمجھے۔

گمشدہ ہار...... حدیث تیمم کس سے مخفی ہے۔ اس میں یہی عاریت کی واپسی کارفرما تھی۔ فقیر پہلے واقعہ عرض کردے اس کے بعد جو اس سے نتیجہ نکلتا ہے عرض کریگا۔ حدیثِ تیمم اکثر تفاسیر میں آیتِ تیمم کے تحت موجود ہے۔ فقیر مسلم شریف سے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔

نزول حکم تیمم

۵ ہجری میں آیتِ تیمم نازل ہوئی۔ بخاری و مسلم میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے، جب مقام بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار گم ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ہار کو تلاش کرنے کیلئے رُک گئے اور آپ کے ساتھ تمام قافلہ رُک گیا۔ نہ اس جگہ پانی تھا اور نہ صحابہ کے ساتھ پانی تھا۔ صحابہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی اور کہنے لگے کہ آپ نہیں دیکھ رہے کہ (حضرت) عائشہ نے کیا کیا ہے۔ تمام لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہرا لیا اور نہ اس مقام پر پانی ہے اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی ہے۔ (یہ شکایت سن کر) حضرت ابو بکر میرے پاس آئے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے زانوں پر سر رکھے ہوئے محو نیند تھے۔ حضرت ابو بکر نے مجھے ڈانٹنا شروع کیا اور کہنے لگے تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کو پریشان کیا ہے اور ایسی جگہ روک لیا ہے جہاں پانی بالکل نہیں ہے، نہ ہی صحابہ کے پاس پانی ہے۔ پھر حضرت ابو بکر ناراض ہو کر جو کچھ ان کے دل میں آیا کہتے رہے اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں چٹکیاں لیتے رہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آرام میں خلل آنے کے خیال سے اپنی جگہ سے مطلقاً ہلی بھی نہیں، یہاں تک کہ اسی حال میں یعنی جب کہ لوگوں کے پاس پانی نہ تھا صبح ہو گئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیتِ تیمم نازل فرمائی۔ پھر فقہاء میں سے حضرت اُسید بن حُضیر نے کہا، اے آلِ ابو بکر! یہ کوئی آپ کی پہلی برکت ہے! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اس اونٹ کو کھڑا کیا جس پر میں سوار تھی تو ہار اس کے نیچے سے نکل آیا۔ (مسلم شریف)

فائدہ...... روایت میں ہے کہ یہ ہار حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چلتے وقت ان سے عاریۃً مانگ لیا تھا۔ اس حدیث میں حضرت عائشہ نے ہار کی نسبت اپنی طرف اس وجہ سے کی ہے کہ وہ ہار انہوں نے پہنا ہوا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عاریۃً چیز لینا جائز ہے۔ یہی ہمارا موضوع ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں بھی ایک دوسرے سے عاریت پر اشیاء لی جاتی تھیں۔

اسی حدیث سے وہابی دیوبندی سوال کرتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو ہار گمنے کی خبر سن کر فوراً بتادیتے کہ اونٹ کے نیچے ہے' قافلہ ٹھہرانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اس سوال کے متعدد جوابات ہیں۔ فقیر نے بڑی بسط و تفصیل سے اپنی تصنیف 'غایة المامول فی علم الرسول' میں لکھے ہیں۔

ایک جواب حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوۃ (ج ۲ ص ۵ ۲۷) میں لکھا کہ اس میں حکمتِ الٰہی تھی کہ احکامِ شریعت میں مسلمانوں کیلئے آسانی اور سہولت مہیا کی جائے اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُمت کی سہولتوں اور دارین کی خیر و بھلائی کیلئے کیا کچھ نہ کرتے تھے۔ اب یہی چاہا کہ اُمت کو تیمم کی سہولت مل جائے اور مل ہی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ احسان اتنا عظیم ہے کہ جس کی مثال اُممِ سابقہ میں ڈھونڈنے سے نہ ملے گی اور اس احسانِ عظیم کو وہ جانتا ہے جسے سخت سردی میں بحالتِ بیماری غسل کی ضرورت پڑے تو تیمم کرنے کے بعد بے ساختہ کہہ اُٹھے گا کہ واہ شفیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم! لیکن احسان فراموش غدار اُمتی اُلٹا نقص بتاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گن گائے جن کے صدقے تیمم جیسی نعمت ملی۔ یہ تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی دلیل ہے کہ آپ جانتے تھے کہ آیتِ تیمم نازل ہوگی اسی لئے خود آرام سے سو گئے اور صحابہ کرام کو ہار کی تلاش میں لگا دیا اور ہار بھی کوئی بڑا قیمتی سونے چاندی کا نہ تھا کوڑیوں کا تیار کردہ معمولی قیمت کا تھا یہی وجہ ہے کہ تیمم کی آیت نازل ہوتے ہی ہار مل گیا وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نشاندہی پر۔ اس کے علاوہ بے شمار احسانات مدِ نظر تھے کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر فعل و قول و عمل شریعت بنتا ہے آپ نے دیکھا کہ اُمت کئی مصائب و مشکلات میں مبتلا ہوگی انہیں ان مشکلات سے بچالیا جائے مثلاً ☆ چیز گم ہوجائے تو اسے ضائع نہ چھوڑنا چاہئے اگرچہ معمولی ہو بالخصوص عاریت کی شئے کہ شئے دینے والا یہ نہ سمجھے کہ میرا مال مستعیر ضائع کردے گا ☆ جس جگہ پانی نہ ہو ضروری نہیں کہ اس کی فکر کی جائے' اس کا حل تیمم ہے اسی لئے تو قبل از نزولِ حکم آپ نے عمداً ایسے مقام پر قیام اور پھر آرام فرمایا کہ جہاں نہ پانی ملنے کا یقین تھا ☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رہتی دنیا تک مقام دکھانا تھا کہ ان ہی کے طفیل تیمم نصیب ہوا ☆ سیّدہ کا ادب و تعظیم ☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اظہار ☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب اور حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کہ ایک روایت میں ہے کہ صبح ہوگئی اور صحابہ نے نماز بلا وضو پڑھ لی لیکن حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیدار نہ کیا تاکہ آپ کے آرام میں خلل نہ آئے۔

عاریت کی اہمیت

قطع نظر اس کے عاریت کی اہمیت پر غور فرمایئے کہ ایک تھوڑی قیمت والا ہار وہ بھی سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اپنی بہن کا جس کی گمشدگی پر بی بی اسماء سے نارضگی کا وہم تک نہیں لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اتنی اہمیت دی کہ جب تک نہ ملا لشکر روک دیا گیا بلکہ سارے لشکر کو اس کی تلاش میں لگا دیا اور نماز جیسی اہم عبادت کے قضا ہونے کا خیال بھی نہ کیا۔ اس سے ہمارے وہ احباب جو عاریت کی چیزوں کی پرواہ نہیں کرتے یا لے کر ہڑپ کر جاتے ہیں یا انہیں ضائع کرنے میں باک نہیں رکھتے۔ غور فرمائیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک کم قیمت ہار کو کتنی اہمیت دے رہے ہیں۔

ہار کا حال

مولوی سلیمان ندوی لکھتا ہے کہ وہ چلتے وقت اپنی بہن اسماء کا ایک ہار عاریۃً پہننے کو مانگ لیا تھا وہ ان کے گلے میں تھا ہار کی لڑیاں اتنی کمزور تھیں کہ ٹوٹ ٹوٹ جاتی تھیں۔ (سیرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ص ۹۴)

فقہاء اور عاریت

فقہاء کے نزدیک عاریت کی اہمیت کا اندازہ لگایئے کہ عالمگیری میں صرف عاریت کے دس ابواب لکھ ڈالے۔

فائدہ...... حدیثِ افک میں بھی یہی ہار آڑے آیا تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تلاش میں مصروف ہوگئیں۔ لیکن یہاں سارا لشکر تلاش میں لگا دیا اس کی وجہ سلیمان ندوی نے لکھی کہ افک کا واقعہ نزولِ تیمّم سے پہلے ہوا اور بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود تلاش کرنے کی سنگینی کا تجربہ کر چکیں تھیں اب کی بار بی بی صاحبہ نے صورتِ حال حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر دی ہوگی۔ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ازراہِ شفقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی تلاش میں لگا دیا اور آپ کو علم تھا کہ اب آیتِ تیمّم نازل ہونے والی ہے اسی لئے ہار کی گمشدگی کو سبب بنا کر تاخیر فرما دی تا کہ آیتِ تیمّم نازل ہو۔

انتباہ...... حدیثِ تیمّم میں حضور نبی پاک کے علم ولاعلمی کی کوئی بحث نہیں لیکن مخالفین محض اپنے گمان سے لاعلمی ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ اسے ہم نبوت دشمنی پر محمول نہ کریں تو کیا کریں۔

اس مضمون کی تحقیق، علم الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اثبات اور مخالفین کے سوالات کے جوبات کیلئے فقیر کی کتاب **غایۃ المامول** کافی ہے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

آخری گذارش...... عاریت روزمرہ ہر فرد کی عادتِ ثانیہ بن چکی ہے لیکن اتنی پیچیدگی رکھتی ہے کہ بڑے بڑے مفتی بھی اس سے روگردانی کا شکار ہوتے ہیں۔ حضرت علامہ صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اللہ بھلا کرے کہ فقہ کی ہر جزدی کی بال کی کھال اُتاری ہے۔ تمام پیچیدگیوں کو آسان سے آسان تر فرما دیا ہے اسی لئے اس باب میں فقیر نے ان کی تصنیفِ لطیف بہارِ شریعت کا باب عاریت مِن وعَن نقل کر دیا ہے تا کہ عاریت کے بارے میں کسی قسم کی خلش نہ رہے۔

عاریت کا بیان

دوسرے شخص کو چیز کی منفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے جس کی چیز ہے اسے معیر کہتے ہیں اور جس کو دی گئی وہ مستعیر ہے اور چیز کو مستعار کہتے ہیں۔

مسئلہ...... عاریت کیلئے ایجاب وقبول ہونا ضروری ہے اگر کوئی ایسا فعل کیا جس سے قبول معلوم ہوتا ہو تو یہ فعل ہی قبول ہے مثلاً کسی سے کوئی چیز مانگی اس نے لا کر دے دی اور کچھ نہ کہا عاریت ہوگئی اور اگر وہ شخص خاموش رہا کچھ نہیں بولا تو عاریت نہیں۔ (بحر)

مسئلہ...... عاریت کا حکم ہے کہ چیز مستعیر کے پاس امانت ہوتی ہے اگر مستعیر نے تعدی نہیں کی ہے اور چیز ہلاک ہوگئی تو ضمان واجب نہیں اور اس کیلئے شرط یہ ہے کہ شئے مستعار انتفاع کے قابل ہو اور عوض لینے کی اس میں شرط نہ ہو اگر معاوضہ شرط ہو تو اجارہ ہو جائیگا اگرچہ عاریت کا ہی لفظ بولا ہو۔ منافع کی جہالت اس کو فاسد نہیں کرتی اور عین مستعار کی جہالت سے عاریت فاسد ہے مثلاً ایک شخص سے سواری کیلئے گھوڑا مانگا اس نے کہا اصطبل میں دو گھوڑے بندھے ہیں ان میں سے ایک لے لو۔ مستعیر ایک لیکر چلا گیا اگر ہلاک ہوگیا ضمان دینا ہوگا اور اگر مالک نے یہ کہا ان میں جو تو چاہے ایک لے لے تو ضمان نہیں۔ بغیر مانگے کسی نے کہہ دیا یہ میرا گھوڑا ہے اس پر سواری کرلو یا غلام ہے اس سے خدمت لو یہ عاریت نہیں یعنی خرچہ مالک کو دینا ہوگا اس کے ذمہ نہیں۔ (بحر)

مسئلہ...... عاریت کے بعض الفاظ یہ ہیں...... میں نے یہ چیز عاریت دی، میں نے یہ زمین تمہیں کھانے کو دی، یہ کپڑا پہننے کو دیا، یہ جانور سواری کو دیا، یہ مکان تمہیں رہنے کیلئے دیا یا ایک مہینے کیلئے رہنے کو دیا یا عمر بھر کیلئے دیا، یہ جانور تمہیں دیتا ہوں اس سے کام لینا اور کھانے کو دینا۔

مسئلہ...... ایک شخص نے کہا اپنا جانور کل شام تک کیلئے مجھے عاریت دے دو، اس نے کہا ہاں۔ دوسرے نے بھی کہا کہ کل شام تک کیلئے اپنا جانور مجھے عاریت دیدو۔ اس سے بھی کہا ہاں۔ تو جس نے پہلے مانگا وہ حقدار ہے اور اگر دونوں کے منہ سے ایک ساتھ بات نکلی تو دونوں کیلئے عاریت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... عاریت ہلاک ہوگئی اگر مستعیر نے تعدی نہیں کی ہے یعنی اس سے اسی طرح کام لیا جو کام کا طریقہ ہے اور چیز کی حفاظت کی اور اس پر جو کچھ خرچ کرنا مناسب تھا خرچ کیا تو ہلاک ہونے پر تاوان نہیں اگرچہ عاریت دیتے وقت یہ شرط کر لی ہو کہ ہلاک ہونے پر تاوان دینا ہوگا کہ یہ باطل شرط ہے جس طرح رہن میں ضمان نہ ہونے کی شرط باطل ہے۔ (بحر)

مسئلہ...... دوسرے کی چیز عاریت کے طور پر دے دی مستعیر کے یہاں ہلاک ہوگئی تو مالک کو اختیار ہے پہلے سے تاوان لے یا دوسرے سے، اگر دوسرے سے تاوان لیا تو یہ پہلے سے رجوع کرسکتا ہے یہ اس وقت ہے کہ مستعیر کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چیز دوسرے کی ہے اور اگر معلوم ہے کہ دوسرے کی چیز ہے تو مستعیر کو ضمان دینا ہوگا اور مالک نے اس سے ضمان لیا تو یہ معیر سے رجوع نہیں کرسکتا اور مالک کو یہ بھی اختیار ہے کہ معیر سے ضمان وصول کرلے اس سے لیا تو یہ مستعیر سے رجوع نہیں کرسکتا۔ (بحر)

مسئلہ...... تعدی کی بعض صورتیں یہ ہیں...... بہت زور سے لگام کھینچی یا ایسا مارا کہ آنکھ پھوٹ گئی یا جانور پر اتنا بوجھ لاد دیا کہ معلوم ہے ایسے جانور پر اتنا بوجھ نہیں لادا جاتا یا اتنا کام لیا کہ اُتنا کام نہیں لیا جاتا، گھوڑے سے اُتر کر مسجد میں چلا گیا گھوڑا وہیں راستہ میں چھوڑ دیا وہ جاتا رہا، جانور اس لئے لیا کہ فلاں جگہ مجھے سوار ہوکر جانا ہے اور دوسرے کی طرف نہر پر پانی پلانے لے گیا، بیل لیا تھا ایک کھیت جوتنے کیلئے اس سے دوسرا کھیت جوتا، اس بیل کے ساتھ دوسرا اعلیٰ درجہ کا بیل ایک ہل میں جوت دیا اور ویسے بیل کے ساتھ چلنے کی اس کی عادت نہ تھی اور یہ ہلاک ہوگیا، جنگل میں گھوڑا لئے ہوئے چت سوگیا اور باگ ہاتھ میں ہے اور کوئی شخص چُرا لے گیا اور بیٹھا ہوا سویا تو ضمان نہیں اور اگر سفر میں ہوتا تو چاہے لیٹ کر سوتا یا بیٹھ کر اس پر ضمان نہیں ہوتا۔ (بحر)

مسئلہ...... مستعار چیز سر یا کروٹ کے نیچے رکھ کر چت سوگیا ضمان نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... گھوڑا یا تلوار اس لئے عاریت لیتا ہے کہ قتال کرے گا تو گھوڑا مارا جائے یا تلوار ٹوٹ جائے اس کا ضمان نہیں اور اگر پتھر پر تلوار ماری اور ٹوٹ گئی تو تاوان ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... عاریت کو نہ اُجرت پر دے سکتا ہے اور نہ رہن رکھ سکتا ہے مثلاً مکان یا گھوڑا عاریت پر لیا اور اس کو کرایے پر چلایا، یا قرض روپیہ لیا اور عاریت کو رہن رکھ دیا' یہ ناجائز ہے۔ ہاں عاریت کو عاریت پر دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ چیز ایسی ہو کہ استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے اس میں نقصان نہ پیدا ہو جیسے مکان کی سکونت، جانور پر بوجھ لادنا۔ عاریت کو ودیعت رکھ سکتا ہے مثلاً عاریت کی چیز کا خود پہنچانا ضروری نہیں' دوسرے کے ہاتھ بھی مالک کے پاس بھیج سکتا ہے۔ (بحر، دُرِّ مختار، ہدایہ)

مسئلہ...... مستعیر نے عاریت کو کرایہ پر دے دیا یا رہن رکھ دیا اور چیز ہلاک ہوگئی مالک مستعیر سے تاوان وصول کرسکتا ہے اور یہ کسی سے رجوع نہیں کرسکتا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مستاجر یا مرتہن وصول کرے پھر یہ مستعیر سے واپس لیں کیونکہ اس کی وجہ سے یہ تاوان ان پر لازم آیا یہ اس وقت ہے کہ مستاجر کو یہ معلوم نہ تھا کہ پرائی چیز کرائے پر چلا رہا ہے اور اگر معلوم تھا تاوان کی واپسی نہیں ہوسکتی کیونکہ اس کو کسی نے دھوکا نہیں دیا ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ...... مستعیر نے عاریت کی چیز کرائے پر دے دی اور چیز ہلاک ہوگئی اس کو تاوان دینا پڑا تو جو کچھ کرایہ میں وصول ہوا ہے اس کا مالک یہی ہے مگر اسے صدقہ کردے۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... گھوڑا عاریت لیا اور یہ نہیں بتایا کہ کہاں تک اس پر سوار ہو کر جائے گا تو شہر کے باہر نہیں لے جاسکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... چیز عاریت پر لینے کیلئے کسی کو بھیجا قاصد کو مالک نہیں ملا اور چیز گھر میں تھی یہ اُٹھا لایا اور مستعیر کو دے دی مگر اس سے یہ نہیں کہا کہ بے اجازت لایا ہوں اگر چیز ضائع ہو جائے تو مالک تاوان لے سکتا ہے اختیار ہے مستعیر سے لے یا قاصد سے جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رجوع نہیں کرسکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... نابالغ بچے کا مال اس کا باپ کسی کو عاریت کے طور پر نہیں دے سکتا۔ غلام ماذون مولیٰ کا مال عاریت دے سکتا ہے۔ عورت نے شوہر کی چیز عاریت پر دے دی اگر یہ چیز اس قسم کی ہے جو مکان کے اندر ہوتی ہے اور عادۃً عورتوں کے قبضہ بلکہ تصرف میں رہتی ہے اس کے ہلاک ہونے پر تاوان کسی پر نہیں نہ مستعیر پر نہ عورت پر۔ گھوڑا یا بیل عورت نے منگنی دے دیا مستعیر اور عورت دونوں ضامن ہیں کہ یہ چیزیں عورتوں کے قبضہ کی نہیں ہوتی۔ (بحر)

مسئلہ...... مالک نے مستعیر سے منفعت کے متعلق کہہ دیا کہ اس چیز سے یہ کام لیا جائے یا وقت کی پابندی کردی جائے کہ اتنے وقت تک یا دونوں باتیں ذکر کردی ہیں یہ تین صورتیں ہوئیں عاریت میں چوتھی صورت یہ ہے کہ وقت و منفعت دونوں میں کسی بات کی قید نہ ہو اس میں مستعیر کو اختیار ہے کہ جس قسم کا نفع چاہے اور جس وقت میں چاہے لے سکتا ہے کہ یہاں کوئی پابندی نہیں۔ تیسری صورت میں کہ دونوں باتوں میں تقید ہو یہاں مخالفت نہیں کرسکتا مگر ایسی مخالفت نہیں کرسکتا کہ جو کام لیتا ہے اسی کے مثل ہے جو اس نے کہہ دیا اس چیز کے حق میں اس سے بہتر ہے مثلاً جانور لیا ہے کہ اس پر یہ دو من گیہوں لاد کر اسی جگہ لے گیا کہ گیہوں گیہوں یکساں ہیں یا اس کم مسافت پر لے گیا کہ یہ اس سے آسان ہے یا گیہوں کی دو بوریاں لادنے کو کہا تھا جو کی دو بوریاں لادیں کہ یہ ان سے ہلکے ہوتے ہیں پہلی اور دوسری صورت میں مخالفت نہیں کرسکتا مگر ایسی مخالفت کرسکتا ہے کہ جو کہہ دیا ہے اسی کی مثل ہو یا اس سے بہتر اور چوتھی صورت میں اُس پر خود سوار ہوسکتا ہے دوسرے کو سوار کرسکتا ہے خود بوجھ لاد سکتا ہے دوسرے کو لادنے کیلئے دے سکتا ہے مگر یہ ضرورت ہے کہ خود سوار ہوا تو دوسرے کو اب سوار نہیں کرسکتا اور دوسرے کو سوار کیا تو خود سوار نہیں ہوسکتا کہ اگرچہ مالک کی طرف سے قید نہ تھی مگر ایک کے کرنے کے بعد وہی متعین ہوگیا دوسرا نہیں کرسکتا۔ (ہدایہ)

مسئلہ...... اجارہ میں بھی یہی صورت اور یہی احکام ہیں کہ مخالفت کرنے کی صورت میں اگر ہو مخالفت جائز نہ ہو اور چیز ہلاک ہوجائے تو عاریت و اجارہ دونوں میں ضمان دینا ہوگا۔ (دُرِّمختار)